بسم اللہ الرحمن الرحیم

سید سعید الحق شاہینَ تشریف اللّٰہی

گرین ویل ۔یو۔ یس۔ اے

سبیلِ بصیرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّہ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی الْخَاتِمِیْنِ ذِی الْبَیِّنَۃِ وَالْجِنَّہ وَ عَلٰی آلِھِمَا وَ اَصْحَابِھِمَا الَّذِیْنَ ھُمْ فَازُوْا بِالنَّفْسِ الْمُطْمَئِنَّہ۔

اما بعد ! فَقَدْ قَالَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الْقُرآنِ الْمَجِیْدُ :- قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیٓ اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ قف عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعْنِی ط وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ (سورۃ یوسف) 108

ترجمہ :- کہہ دیجئے (اے محمدؐ) یہ میرا راستہ ہے ۔ اللہ کی طرف بصیرت پر بلاتا ہوں میں اور وہ (مہدیؑ) بھی بلائے گا جو میرا تابع (تام) ہے ۔ سبحان اللہ (اللہ پاک ہے) میں مشرکین سے نہیں ہوں ۔

یہ آیتِ کریمہ رسالہٗ ہژدہ آیات مصنفہ حضرت بندگی میاں عبدالغفور سجاوندیؓ میں بھی آئی ہے جو ثبوتِ مہدیؑ کی بنیادی دلیل ہے ۔ جس میں انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ مہدی ءِ موعود علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:- اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ " مَنِ اتَّبَعْنِی " کا مَنْ خاص ہے اور اس سے مراد فقط تیری ذات ہے ۔کوئی غیر نہیں ۔ (صفحہ 36) ۔

مندرجہ بالا آیتِ کریمہ کے تین اہم جز ہیں (ا) دعوت الی اللہ (2) دعوتِ بصیرت یعنی کہ بصیرتِ الٰہی پر بلانا (3) میرا یعنی نبیؐ کا تابع (تام)۔

جہاں تک "دعوت الی اللہ" کا تعلق ہے دعوت دو طرح کی ہوتی ہے ایک دعوت الی سبیل اللہ اور دوسری دعوت الی اللہ۔

(1) "دعوت الی سبیل اللہ" بمعنی سبیلِ تبلیغِ دین ہے جس پر پیغمبر، خلیفۃ اللہ یا خلفائے راشدین و خلفائے ولایت پھر ساداتِ بنی فاطمہ ، اولیاءاللہ وعلماءِ دین یہ فریضہ انجام دے سکتے ہیں لیکن "دعوت الی اللہ" پر جو فائض ہوتے ہیں وہ صرف اور صرف اللہ کے خلیفوں کا خاصہ ہے جو "داعی الی اللہ" ہوتے ہیں وہی اس منصبِ جلیلہ پر منجانب اللہ" مامور" ہوتے ہیں۔چنانچہ وہ خلائق کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔اور مندرجہ بالا آیتِ کریمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خلائق کو "سبیلِ بصیرتِ الٰہی" کی دعوت دی جارہی ہے بالفاظِ دیگر اللہ تعالیٰ کے حکم پر "رویت اللہ" کی طرف بلایا جارہا ہے تو ایسے عظیم و مقدس کام کے انجام دینے والے یقیناً "مامور من اللہ" ہونا اشد ضروری ہےاور پھر "دعوت الی البصیرت" کرنے والے خود دیدارِالٰہی کی اعلیٰ ترین منزل پر فائض ہونا بھی بے حد ضروری ہے۔ اسی لئے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہورہا ہے کہ کہہ دیجئے (اے محمدؐ) یہ میرا راستہ ہے اللہ کی طرف بصیرت پر بلاتا ہوں میں اور وہ بھی (مہدیؑ) بھی بلائے گا جو میرا تابع (تام) ہے۔

(2) "بصیرتِ الٰہی" پر بلانے والے رسالتمآب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اعلاوہ امامنا سیدنا میراں سید محمد مہدیءِ موعود علیہ السلام کی ہی ہستی ہوسکتی ہے نہ کہ کوئی اور کیونکہ یہی دو مقدس ہستیاں ہیں جو "منجانب اللہ" اس

منصب عالیہ پر " مامور " ہیں چنانچہ کلام اللہ میں اس آیتِ کریمہ کے یہ الفاظ "اَدۡعُوۡاِلَی اللّٰہِ" اس بات کے شاہد ہیں ۔ مہدویہ کا یہ متفقہ اعتقاد ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معراج کی شب " دیدارِ ذاتِ باری تعالیٰ " کا شرف حاصل ہوا اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم کلامی بخشی ، نمازوں کی فرضیت ، اور دو آیاتِ کریمہ بلا توسط دی گئیں ۔ اور پھر نمازوں کی تخفیف کے سلسلہ میں بار بار دربارِ الٰہی میں حاضر ہونا پڑا ۔ اس طویل واقعہِ "معراج النبی" کو مختصر کرتے ہوئے اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں یہ عرض کرنا ہے کہ جب حضور ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے جب عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپؐ اللہ کے حبیبؐ ، نبی اللہ ہیں آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے اس نعمت سے سرفراز فرمایا ہے لیکن ہم کو یہ کیسے نصیب ہوسکتا ہے ؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ " اَلصَّلٰوۃُ مَعۡرَاجُ الۡمُؤمِنِیۡنَ " یعنی کہ نماز مومنین کی معراج ہے ۔ " سبیلِ بصیرت " کے مضمون کی ایک اور مشہور حدیثِ شریف جو " حدیثِ جبرئیلؑ " کہلاتی ہے اُس سے اِس امر کی مزید توضیح ہوجاتی ہے ۔ اسلام ، ایمان اور احسان ، دین کی تین اہم منازل ہیں ۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کے سوال کرنے پر جو جواب مرحمت فرمایا وہ درجِ ذیل ہے ۔

اسلام :۔ آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ ، اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے ، بیت اللہ شریف کا حج کرے جبکہ تو اس کی طرف راہ کی طاقت رکھے ۔

ایمان :۔ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر ، فرشتوں پر ، اس کی کتابوں پر ، اس کے رسولوں پر ، آخرت کے دن پر ایمان لائے ۔ اور تقدیر ، اس کی بھلائی اور اس کی برائی پر بھی تیرا ایمان ہو اور یہ کہ مرنے کے بعد قبروں سے اٹھنا برحق ہے ۔ (ایمانِ مجمل اور ایمانِ مفصل میں اس کی توضیح ہے)

احسان :۔ احسان کے متعلق فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح بندگی کرے گویا تو اس کو دیکھتا ہے اگر نہیں دیکھ سکتا

تو پس وہ دیکھتا ہے تجھ کو ۔

تعلیمِ اسلام متعلق بہ خصوصیاتِ نبوتِ (مصطفیٰؐ) ہے

تعلیمِ احسان متعلق بہ خصوصیاتِ ولایتِ (مصطفیٰؐ) ہے

اور

ایمان ان دونوں میں مشترک ہے

(ماخوذ از ۔نقلیاتِ بندگی میاں عبدالرشید مع توضیحات صفحہ 42)

(3) آیتِ کریمہ " قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ "۔۔الخ کا تیسرا حصہ یعنی کہ " میرا تابع (تام) بھی " سبیلِ بصیرت " پر بلائے گا " نہایت ہی غور طلب ہے ۔یعنی کہ " مَنِ اتَّبَعَنِيْ " سے مراد کون سی مقدس ہستی ہوسکتی ہے ؟ اس سے مراد ایک عام نیکو کار ، ولی اللہ ہرگز نہیں ہوسکتا جیسا کہ عام مفسرین کا خیال ہے ۔کیونکہ اللہ کی طرف بلانے والا اور وہ بھی بصیرت یعنی " رؤیت اللہ " پر ، بالفاظِ دیگر " سبیلِ بصیرت " پر بلانے والا صرف اور صرف " نبی اللہ " یا " خلیفۃ اللہ " ہی کی مقدس ہستی ہوسکتی ہے اور یہ صرف ان ہی کا خاصہ ہے ۔تو یہاں بھی " تابع " سے مراد تابع تام ہے جو بے خطا نبی کریم ﷺ کی اتباع کرنے والا ہو اور اُسی معیار پر " سبیلِ بصیرت " کی دعوت دے جس معیار پر کہ نبی کریم ﷺ نے دعوت فرمائی ہے ۔

یہاں " علمِ شریعت " اور " علمِ حقیقت " کی توضیح ضروری معلوم ہوتی ہے ۔چنانچہ " بعثتِ مہدیٔ " میں حضرت مولانا سید نجم الدین صاحبؒ نے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سینۂ اطہر میں دو علم تھے ۔ظاہر قرآن کا

علم جس کو شریعت کہتے ہیں اور ایک باطن قرآن کا علم جس کو حقیقت کہتے ہیں ۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے شریعت کا عام تام بیان فرمایا اور دنیا اس سے فیضیاب ہوئی اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔ حقیقت کا علم جو سینہ ء رسول اللہ ﷺ میں موجزن تھا اس کی اطلاع جبرئیل علیہ السلام کو بھی نہ تھی کہ وہ بلاواسطہ تھا اور قرآن میں " اوحٰی الٰی عبدہ ما اوحٰی " سے اس کا اشارہ کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس علمِ حقیقت کا عام تام بیان نہیں فرمایا اور اس علم کی عام دعوت و تبلیغ نہیں فرمائی اس کو علم اسرار کہتے ہیں اس کو صرف اہلِ عرفان تک مخصوص کیا گیا ہے۔ سوائے خاص خاص اصحاب رضی اللہ عنہم کے آنحضرت ﷺ نے اس کو دوسرے صحابہ ءِکرام رضی اللہ عنہم کے آگے بھی پیش نہیں فرمایا۔ یہی احکامِ حقیقت و ولایت ہیں ۔ اور محققینِ اہلِ سنت بھی اس بات کے قائل ہیں کہ اس کی عام دعوت نہیں دی گئی۔ کیونکہ زمانہ ءِ نبوت احکامِ ولایت کے بیان کرنے کا مانع تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ کے شرح فصوص الحکم میں لکھا ہے۔ ترجمہ :- رسول اللہ ﷺ خاتمِ ولایت کی طرح حقائق و اسرار کے اظہار پر مامور نہ تھے بلکہ آپؐ کو مقامِ تشریح میں " اسرارِ ولایت " چھپانے کا حکم دیا گیا تھا۔" ۔

چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ " رسول اللہ کی ذات سر تا پا ولایت تھی مگر آپؐ احکامِ ولایت کے بیان کرنے پر " مامور " نہ تھے بندہ " مامور " ہے۔

مندرجہ بالا فرمانِ مبارک سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ آیتِ کریمہ میں "اَ نَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیۡ" یعنی میں اور وہ بھی بلائے گا جو میرا تابع تام ہے سے مراد، صرف اور صرف مامور من اللہ ،تابعِ تامِ رسول اللہ ﷺ ، معصوم عن الخطا، خلیفتہ اللہ امامنا سیدنا میراں سید محمد مہدی علیہ الصلوۃ والسلام کی ہی مقدس ہستی ہوسکتی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی ولایتِ مقیدہ کے " مظہر " ہیں۔ آمنا و صدقنا !

نیز نقل مبارک ہے کہ :-" و نیز فرمودند که فرمان می شود " ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہ، " درحق تست و ترا وارثِ ولایتِ خاص محمدیؐ گردانیدم ۔ و اتباعِ تام ترا روزی کردم۔ ہر که ترا شناخت مرا شناخت و ہر که ترا نه شناخت مرا نه شناخت"۔(نقلیاتِ بندگی میاں عبدالرشیدؒ)

ترجمہ :- نیز فرمایا کہ حکم ہورہا ہے کہ آیتِ " ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہ، " تمھارے حق میں ہے اور میں نے تم کو خاص " ولایتِ محمدیہ " کا وارث بنایا ہے اور تمھیں " اتباعِ تام " عطا کیا ہے ۔ جس نے تمھیں پہچانا مجھے پہچانا جس نے تمھیں نہ جانا مجھے نہ جانا۔"

پھر ایک اور جگہ امامنا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ " جو کچھ رسول اللہ ﷺ کا اتباع ہے حق تعالیٰ بندہ کے اختیار کے بغیر بندہ سے کراتا ہے ۔

دو احادیثِ شریفہ جو سلسلۃ الذہب کے نام سے موسوم ہیں اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ وہ تابعِ تام مقدس ہستی صرف امامنا سیدنا میراں سید محمد مہدی ءِ موعود (جونپوری) علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ہی ہے ۔ احادیث درجِ ذیل ہیں ۔

(1) " اَلْمَہْدِیُّ مِنِّی یَقْفُوْا اَثَرِیْ وَ لَایُخْطِیْ " یعنی مہدی مجھ (میرے نسب) سے ہے ، میرے نقشِ قدم پر چلے گا اور خطا نہ کرے گا۔

(2) " کَیْفَ تَہْلَکُ اُمَّتِیْ اَنَا فِیْ اَوَّلِھَا وَ عِیْسٰی بِنْ مَرْیَمَ فِیْ آخِرِھَا وَ الْمَہْدِیْ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْ وَسَطِھَا" یعنی میری امت کیسے ہلاک ہوگی جس کی ابتداء میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰؑ اور درمیان میں مہدیؑ میرے اہلِ بیت سے ہیں۔

اسی لئے امامنا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ " بنده قدم به قدم رسول اللهﷺ آمده است "۔ یعنی بندہ

رسول اللہ ﷺ کے قدم بہ قدم آیا ہے۔ اس ضمن میں ایک اور نقل مبارک ہے کہ:- " فرمان میشود که ازیں "تابع" ذاتِ تُو مراد است اظهار بکن والا عاصی شوی" یعنی اس تابع سے مراد تیری ذات ہے۔ اظہار کردے ورنہ گنہگار ہوگا۔ اور " شواہد الولایت" میں آیا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے بار بار فرمایا کہ بندہ رسول اللہ ﷺ کے قدم بہ قدم ہے۔ اور یہ ارشادِ گرامی بہت ہی اہمیت کا حامل ہے کہ آپؑ نے فرمایا:- " مذہبِ ما کتاب اللہ و اتباعِ محمد رسول اللہ" یعنی ہمارا مذہب کتاب اللہ (قرآنِ مجید) اور اتباعِ محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔

اب " قُلۡ هٰذِهٖ سَبِيۡلِىۡۤ ۔۔ الخ" والی آیتِ کریمہ کو خود امامنا سیدنا میراں سید محمد جونپوری مہدی علیہ السلام نے اپنے الفاظ میں کس طرح واضح فرمایا ہے مکمل یکسوئی سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ:- " اگر کسے خواہد که صدقِ ما را معلوم کند باید که از کلامِ خدا و اتباعِ محمد رسول اللہ در احوال، اعمال، و اقوال مابجوید و فهم کند۔ کما قال اللہ تعالیٰ " قُلۡ هٰذِهٖ سَبِيۡلِىۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ ‌ۚ عَلٰى بَصِيۡرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىۡ‌ؕ وَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ‏ ۝۔(سورة یوسف) یعنی حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ہمارے " دعویٰ مہدیت" کی صداقت معلوم کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ کلام اللہ یعنی قرآنِ مجید اور اتباعِ رسول اللہ کے معیار پر ہمارے احوال، اعمال اور اقوال میں جستجو کرے اور سمجھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "کہہ دیجیئے (اے محمدؐ) یہ میرا راستہ ہے اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور وہ (مہدی) بھی بلائے گا جو میرا تابعِ تام ہے۔ سبحان اللہ میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔

دوسری روایت جو اس مضمون کو مزید واضح کردیتی ہے درجِ ذیل ہے جو بڑی ہی اہمیت رکھتی ہے یہ قومِ مہدی کے لئے ایک وصیت و نصیحت بھی ہے۔

روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے رحلت کے وقت اس آیتِ کریمہ پر بیان فرمایاکہ " قُلۡ هٰذِهٖ سَبِيۡلِىۡٓ۔۔۔ الخ" کہیئے (اے محمدؐ) یہ میرا راستہ ہے۔۔۔۔الخ اور دوسری آیتِ کریمہ " اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ۔۔ الخ " یعنی میں نے تمھارے لئے آج دین مکمل کردیا۔۔ الخ پر بیان فرمایا۔ ایک مہاجر ملا علی فیاض رضی اللہ عنہٗ بلند آواز سے رونے لگے۔ آپؑ نے فرمایا رونے والوں کو جو کچھ معلوم کرنا تھا منجانب اللہ میں نے معلوم کردیا۔ اب اس پر عمل کرنا یا نہ کرنا تم جانیں۔

" المہدی الموعودؑ" کے مولف صاحب لکھتے ہیں کہ " جب امام علیہ السلام اپنی نسبت قبر، کفن وغیرہ الفاظ استعمال کرنے لگے تو حضرت شاہِ نعمت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ضبطِ گریہ نہ ہوسکا۔ رونے کی آواز نکل گئی امام علیہ السلام نے فرمایا۔ میاں نعمتؓ رونے کا یہ وقت نہیں ہے ابھی تو بندہ تم میں ہے اور جب تک تم " بندہ کی روش پر چلو گے بندہ کے مدعاء و مقصود کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بندہ کے سنائے ہوئے احکامِ الٰہی پر عمل کروگے تو سمجھوکہ بندہ تم میں ہے " اور رونے کا وقت وہ ہے جب بندہ تم میں نہ رہے گا۔ بندہ کی جدائی کے آثار یہ ہیں کہ خدا نخوستہ خدا کی یاد اوراس کی طلب تمھارے دلوں سے نکل جائے ، اغنیاء و اہلِ دوَل ، دنیا دارں کا میلان تمھاری طرف ہوجائے۔ اہلِ دنیا تم سے عداوت و نفرت کرنا چھوڑ دیں اور " طلبِ دیدارِ خدا " جو بندہ کی " دعوت " کا " اصل اصول " ہے تم سے جاتا رہے تو یقین کرلو کہ بندہ تم میں نہیں ہے۔ اُس وقت روؤ جتنا رونا ہو۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ مہدی و مہدویاں قیامت تک رہیں گے (المہدی الموعودؑ) ۔

مقصودِ عمل دراصل مقصودِ حیات (سبیلِ بصیرت) ہے

مندرجہ ذیل اقتباس " عملِ با اخلاص اور مہدویت " مولفہ علامۃ العصر اسعد العلماء مولانا و مرشدنا حضرت میاں ابو سعید سید محمود رحمۃ اللہ علیہ سے لیا گیا ہے۔ اس کو غور سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔

"امامنا علیہ السلام کی تعلیمات مثلاً " طلبِ دیدارِ خدا "، " ترکِ دنیا "، " توکل "، " ذکرِ کثیر "، " صحبتِ صادقاں " ، " ہجرت " "عزلت عن الخلق " وغیرہ امور فی الحقیقت عشق و محبت کے لوازم ہیں۔ ہر عاشق کو خواہ وہ کسی کا عاشق ہو فطرتاً ان طریقوں اور منزلوں سے گذرنا پڑتا ہے اور اس میں از خود کچھ ایسی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں، بشرطیکہ اس کے دل میں عشق کی لو جاگ اٹھے۔

ان تعلیمات پر صدقِ دل سے عمل کا حقیقی مقصود " دیدارِ خدا " ہے۔ حضرت مہدی ءِ موعود علیہ السلام نے دیدارِ خدا کو اس دنیا میں نہ صرف ممکن فرمایا ہے بلکہ اللہ کے حکم سے ہر مرد و زن پر "طلبِ دیدارِ خدا" کو فرض فرمایا ہے۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے " عقیدۂ شریفہ " میں تحریر فرمایا ہے کہ :-

" نیز حکم کردہ است کہ برھریکے مرد و زن طلبِ دیدارِخدا فرض است تا آں کہ بچشمِ سر یا بچشمِ دل یا درخواب نہ بیند مؤمن نہ باشد مگر طالبِ صادق ۔"

یعنی نیز امامنا علیہ السلام نے حکم فرمایا ہے کہ ہر مرد اور عورت پر " طلبِ دیدارِ خدا " فرض ہے، سر کی آنکھ سے یا دل کی آنکھ سے یا خواب میں خدا کو جب تک نہ دیکھے مومن نہ ہوگا۔ مگر طالبِ صادق (پر بھی ایمان کا حکم ہے) ایک اور روایت سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے:-

" و نیز فرمودند کہ خدائے را بچشمِ سر درجھاں دیدنی است، باید دید و بر ھریکے مرد و زن طلبِ دیدارِخدا فرض است یا بچشمِ دل یا درخواب۔"

یعنی نیز حضرت مہدی ءِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے اس دنیا میں دیکھنا ہے۔ دیکھنا چاہیئے اور ہر ایک مرد اور عورت پر " طلبِ دیدارِ خدا " فرض ہے خواہ دل کی آنکھ سے ہو خواہ خواب میں"۔

(نقلیاتِ بندگی میاں عبدالرشیدؒ ص 142)

ایک اور روایت نقل کی جاتی ہے جس سے ان امور کی مزید وضاحت ہوجاتی ہے ۔

1- تمام اعمالِ صالحہ کا مقصود " لقائے رب " ہے۔

2- " طلبِ دیدار کی فرضیت " بحکمِ خدائے تعالیٰ ہے۔

3- " دارِ دنیا میں دیدارِ خدا " ناممکن ہونے کے شبہ کا ازالہ۔

" بازسوال کردند که شُما می گوئید که خدائے تعالیٰ را دردنیا که دارِفنا است بچشمِ سر می تواں دید؟"

حضرت مہدی علیه السلام فرمودند که حق تعالیٰ می گوید یا بنده؟

(کما قال اللہ تعالیٰ) "وَمَنۡ كَانَ فِیۡ هٰذِهٖۤ اَعۡمٰى فَهُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ اَعۡمٰى وَاَضَلُّ سَبِيۡلًا ۝" (بنی اسرآءِیل) 72

ایضاً:- " فَمَنۡ كَانَ يَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡيَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۝" (سورة الکھف)110

ایضاً:-"اَلَاۤ اِنَّهُمۡ فِیۡ مِرۡيَةٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّهِمۡ ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیۡءٍ مُّحِيۡطٌ ۝" (حٰمٓ السجدة)54

بعد ازاں سوال کردند که قرارِ " سنت وجماعت" آنست که مراد ازیں آیات دیدارِخدا در آخرت است۔ باز فرمودند که وعدۂ خدائے تعالیٰ مطلق است۔ ماھم مطلق می گویم مقید نمی کینم و" سنت وجماعت" هم ناجائز و ناممکن در دارِدنیا نه گفته اند ۔ درکلامِ ایشاں خوب طریق فهم باید کرد که چه گفته اند"

یعنی علماء نے پھر سوال کیا کہ آپؑ کہتے ہیں کہ اس دارِ دنیا میں جو کہ دارِ فنا ہے خدا کو چشمِ سر سے دیکھ سکتے ہیں ؟

جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا اور بہت ہی گمراہ رہے گا "۔

ایضاً :-" جو شخص اپنے رب کے لقاء کا امیدوار ہو تو اسے چاہیئے کہ عملِ صالح کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے" ۔

ایضاً :- " جو لوگ اپنے رب کے لقاء کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں ان کو خبردار ہو جانا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ بے شک ہر چیز پر محیط ہے ۔ "

" علماء نے پھر سوال کیا کہ علمائے اہلِ سنت والجماعت نے تو ان آیات سے آخرت میں دیدارِ خدا مراد لی ہے ۔ آپؑ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا وعدہ "مطلق" ہے ۔ ہم بھی "مطلق" کہتے ہیں مقید نہیں کرتے اور اہلِ سنت والجماعت نے بھی دارِ دنیا میں ناجائز اور ناممکن نہیں کہا ہے ۔ ان کے کلام کو اچھی طرح سمجھنا چاہیئے کہ انھوں نے کیا کہا ہے ۔" (نقلیاتِ بندگی میاں عبدالرشیدؓ صفحہ 12)

" عملِ بااخلاص" جس کے متعلق امامنا علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت میں پرسش ہوگی اس کا مقصودِ حقیقی " دیدارِ خدا" ہے ۔ جس کی طلب ہر مومن مرد اور عورت پر اللہ کے حکم سے فرض ہے ۔ یہی طلب ان تمام اعمالِ صالحہ کی " روح" اور قوتِ محرکہ ہے کہ جو احکامِ شریعت اور احکامِ ولایت کے اتباع میں انجام دیئے جاتے ہیں ۔"

امامنا مہدیٔ موعود علیہ السلام نے واضح الفاظ میں فرما دیا ہے کہ :- " قُلْ اِنِّی عَبْدُاللہ ۔ تَابَعِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلَ اللہ" ۔ یعنی کہدو کہ میں اللہ کا بندہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا تابع (تام) ہوں ۔

اور ایک موقع پر جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے ، آپؑ نے ارشاد فرمایا :- "ما مذہبِ نو نیا اوردہ ایم ۔ مذہبِ ما کتاب اللہ و اتباع محمد رسول اللہ ﷺ" یعنی ہمارا مذہب اللہ کی کتاب اور محمد رسول اللہ کی اتباع ہے ۔

اور پھر مہدی علیہ السلام کا یہ ارشادِگرامی " سبیلِ بصیرت " کی تکمیلِ حجت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:۔

" تصدیقِ بندہ بینائیِ خدا " یعنی بندہ کی تصدیق بینائیِ خدا ہے ۔

یہاں بینائیِ خدا سے مراد " دارِ دنیا" یعنی اس حیات میں خدا کا دیدار ہے ۔ اور بینائی کی راہ " سبیلِ بصیرت " ہے جس کا منتہا " دیدارِالٰہی " ہے ۔

آیتِ کریمہ " وَمَا خَلَقْتَ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ " یعنی اللہ سبحانہٗ وتعالٰی کا ارشادِگرامی ہے کہ " ہم نے جن و انس (انسان) کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری عبادت کریں ۔ اور حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ " یعبد و ن " کا اشارہ " یعرفون " کی طرف ہے یعنی عبادت (خداکو) دیکھ کر اور پہچان کر کرنی چاہیئے ۔

مندرجہ بالا آیاتِ کریمہ ، احادیثِ شریفہ اور نقلیاتِ مبارکہ کی روشنی میں نتیجتاً یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہر عبادت کا منشاء، اللہ سبحانہٗ وتعالٰی کی خشنودی ، معرفت اور دیدار حاصل کرنے کے لئے ہو ۔ اور " طلبِ دیدارِ خدا " جو امامنا مہدی ءِ موعود علیہ السلام کی تعلیمات کا " اصل اصول " ہے یعنی کہ " علمِ احسان " جو دراصل تمام فرائضِ ولایت ، مثلاً " ترکِ دنیا " ، " توکل " ، " ذکرِکثیر " ، " صحبتِ صادقاں " ، " عزلت عن الخلق " ، " ہجرت " ، " طلبِ دیدارِ خدا " وغیرہ پر مشتمل ہے یہ سب کے سب " سبیلِ بصیرتِ الٰہی " ہی کی کڑیاں ہیں جو ہر مہدوی کا ایمان اور حقیقی نصب العین بھی ہے کہ اسی کی جستجو و طلب میں لگا رہے ۔ کیونکہ یہی انسان کی تخلیق کا مقصد ہے اور حقیقی " مقصودِ حیات " بھی ۔ چنانچہ مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:۔ " ما را حق تعالٰی فرستادہ است مخصوص برائے ایں است کہ آں احکام و بیان کہ تعلق باولایتِ محمدی ﷺ دارد، بواسطہء مہدی ظاہر شود۔

یعنی مجھ کو خدائے تعالٰی نے خاص اس واسطے بھیجا ہے کہ جو احکام اور بیان کہ ولایتِ محمدی ﷺ سے تعلق رکھتے ہیں وہ بس مہدیؑ کے واسطے سے ظاہر ہوجائیں ۔ (نقلیاتِ بندگی میاں عبدالرشیدؒ)

اور یہ بھی فرمایاکہ :-

مارا برائے دیدنِ یار آفریدہ اند ورنہ وجودِما بہ چہ کار آفریدہ اند

یعنی ہمیں " دیدارِ یار " (اللہ کو دیکھنے) کے لئے ہی پیدا (مبعوث) کیا گیا ہے ورنہ اور کیا کام ہے جس کے لئے (ہمارا وجود) ہماری بعثت عمل میں آئی ہے ۔

ایک روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ سفرِ حج کے موقع پر جہاز میں ایک عالم " دیدارِ خدا " کے بارے میں مہدی علیہ السلام سے سوال کرنا چاہتا تھا۔ آپؑ نے بغیر سوال کے از خود اس کی تشفی فرمائی۔ حدیثِ شریف " مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا " "مرنے سے پہلے مرجاؤ" کی تشریح کرکے تفہیم فرمائی۔ نیز ارشاد فرمایا " ہم کو " دیدارِ یار کے ہی کے لئے مبعوث کیا گیا ہے ۔ ورنہ اور کیا کام ہے جس کے لئے بعثت کی ضرورت ہو " ۔!!!

مشہور و مسلمہ " اردو لغات " ' فرہنگِ آصفیہ " مولفہ جناب سید احمد دہلوی صاحب " میں لفظِ " بصارت " کے لغوی معنی " نظر "، " بینائی "، " جوت "، " آنکھ کی روشنی "، " چشم " اور پھر لفظِ " بصیر ' کے معنی " بینا "، ' دیکھنے والا "، " خدا کا صفاتی نام " وغیرہ' آئے ہیں ۔ اور لفظِ " بصیرت " کے معنی " بینائی "، " جوت " وغیرہ ہیں ۔ اور پھر لفظِ " لقاء " کے معنی " دید "، " دیدار "، " درشن "، " ملاقات "، " نظارہ " وغیرہ آئے ہیں ۔ تو ان الفاظ کے معنوں کے اعتبار سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اس آیتِ کریمہ " قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ " کا ترجمہ جن غیرمہدوی مفسرین نے جو دنیا میں دیدارِالٰہی کے قائل نہیں ہیں " لوگوں کوتوحید کی طرف بلاتا ہوں " کیا ہے وہ صحیح نہیں ہو سکتا ۔

یہ بات ہمارے مہدویہ اعتقادات میں مسلم ہے کہ رسولِ مقبول ﷺ اور امامنا مہدی علیہ السلام، ان دونوں مقدس ہستیوں کو ہی " اللہ تعالیٰ کا دیدارِ ذاتی " حاصل ہے۔ چنانچہ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :-

1- "بینائیِ خدا" میں بندہ رسول علیہ السلام کے قدم بہ قدم ہے۔ جس طرح حضرت رسول اللہ ﷺ کو چشمِ دل سے، چشمِ سر سے اور چشمِ دل اور چشمِ سر کے سوا بھی بال بال سے خدا کو دیکھا اُسی طرح بندہ نے بھی حضرت رسول اللہ ﷺ کی "متابعتِ تام" کے صدقے میں چشمِ دل اور چشمِ سر کے سوا بھی بال بال سے خدا کو دیکھا ہے۔ (شرح عقیدۂ شریفہ)

2- "نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشیدؒ" میں آیا ہے کہ: حضرت امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا بندہ حضرت رسول اللہ کے قدم بہ قدم چلتا آرہا ہے اور بینائیِ چشم اور بینائیِ دل میں آنحضرت ﷺ کی پوری پوری متابعت رکھتا ہے۔ چشمِ سر، چشمِ دل کی اطلاقیت اس درجہ پر پہونچ چکی ہے کہ ایک ایک رونگٹا آئینہ اور چشم بن چکا ہے۔

3- "انصاف نامہ" میں آیا ہے کہ:- مہدی علیہ السلام نے فرمایا:- بندہ رسول اللہ ﷺ کے قدم بہ قدم ہے۔ خدائے تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ "اے سید محمدؑ! کیا تو نے خدا کو دل کی آنکھ سے دیکھا فرمایا ہاں ہم نے دیکھا۔ پھر فرمان ہوا اے سید محمدؑ! کیا تو نے خدا کو سر کی آنکھ سے دیکھا فرمایا ہاں ہم نے دیکھا اور نیز یہ بھی فرمایا یہ لو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے گواہ ہیں۔

امامنا سیدنا میراں سید محمد مہدیء موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ان "ارشاداتِ عالیہ" کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ "اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِی" "یعنی میں اور وہ (مہدیؑ) بھی بلائے گا جو میرا تابع (تام) ہے"۔ سے مراد دعوتِ سبیلِ بصیرت میں حضرت مہدی علیہ السلام، حضرت رسولِ مقبول ﷺ کی پوری پوری متابعت فرماتے ہیں اور مہدی علیہ السلام کو دیدارِ ذاتِ باری تعالیٰ میں وہی مقام حاصل ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے۔ اس سے دونوں خاتمین علیہم السلام کا "مقام" "مرتبہ" اور "تسویت" بھی ثابت ہوجاتی ہے۔

حضرت شیخ محی الدین ابنِ عربیؒ نے فتوحات میں تحریر فرمایا ہے کہ:-

ترجمہ :- حضرت رسول اللہ ﷺ نے ائمہِ دین میں سے کسی امام کی نسبت جو آنحضرت ﷺ کے بعد ہونے والا ہے یہ تصریح نہیں فرمائی کہ وہ آپؐ کا "وارث" ہوگا۔ اور قدم بہ قدم آپؐ کی پیروی کرے گا مگر خاص مہدی علیہ السلام کے لئے یہ صراحت فرمائی ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے آپؑ (مہدیؑ) کے لئے اپنے احکام میں معصوم ہونے کی شہادت دی ہے جیسا کہ دلیل عقلی نے رسول اللہ ﷺ کے اپنے احکام میں معصوم ہونے کی گواہی دی ہے۔ ایک اور مقام پر فتوحات میں ہی شیخ محی الدین ابنِ عربیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ مہدی علیہ السلام کو "وجعله ملحقاً بالانبياء" یعنی (رسول اللہ ﷺ نے) ان کو (مہدیؑ کو) "ملحق بالانبیاء" فرمایا ہے۔

ایک معجزہ :- معجزہ یہ کہ وہ شمسِ ولایت، وہ مظہرِ ہدایت اور وہ خلاصہ ءِ مبداءِ غایت، جس کسی کو چاہتے حکمِ خدائے تعالیٰ سے ہدایت بخش سکتے تھے۔ چنانچہ نقل ہے کہ ایک روز حضرت شاہِ امم علیہ السلام کے آگے ایک شخص سوال کیا کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ کو حق تعالیٰ نے ہدایتِ خلق کے لئے بھیجا اور حکم فرمایا کہ "بلا اپنے رب کے راستہ کی طرف پھر اس کے ساتھ حق تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ تیرے ذمہ ان کا راہِ راست پر آنا نہیں ہے لیکن اللہ ہی راہِ راست دکھلاتا ہے جسے چاہتا ہے"۔ یہ معاملہ کیسا ہے؟ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا ایک گھڑی بھر ٹھہر جاؤ۔ تمھارے سوال کا جواب ظاہر کرتا ہوں۔ وہیں ایک گھڑی بعد راستے میں ایک "زناردار" (مشرک) کافروں کی روش و رسم کے ساتھ آنحضرت مہدی علیہ السلام کے سامنے آیا۔ آپؑ نے اس کو اپنے نزدیک بلایا اور یکایک اس شخص کو حکم دیا کہ اپنا ٹیکہ توڑ دے۔ کفر کا نشان پیشانی سے دور کردے اور کلمہ ءِ طیبہ پڑھ اور بندے کی تصدیق کر میں ہی مہدی ءِ موعودؑ ہوں اور منبر پر چڑھکر کلام اللہ سنا۔ وہ شخص مہدی ءِ موعود علیہ السلام کے یہ تمام احکام بلا کسی توقف کے بجا لایا۔ مصدق ہوا۔ اور حافظِ کلام اللہ ہوگیا۔ اس کے بعد امامنا علیہ السلام نے سائلِ مذکور کی طرف پلٹ کر فرمایا کہ تو نے دیکھا اگر رسول اللہ ﷺ اور رسول اللہ ﷺ کا تابع تام (مہدیؑ) چاہیں تو تمام اہلِ مشرق و

مغرب کوراہِ راست پر لا سکتے ہیں اور مسلمان کرسکتے ہیں اور تمام عالم کے لوگ مسلمان ہوجاتے لیکن ان کا کام فرمانِ خدا پہچانا ہے اور راہِ راست دکھلانا "خداوندِ رب العزت" کا کام ہے۔ (شواہدالولایت)

"نقلِ مبارک :- نقلست که حضرت میراں علیه السلام به فرمانِ حضرتِ رحمان فرمودند که خدائے تعالیٰ بنده را مہدیءِ موعود کرده فرستاده است۔ برای این راه که نبی علیه السلام را امر کرده است قوله تعالیٰ " قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ " انه قال فالمراد من اتبعنی هوالمهدی۔

ترجمہ :- نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے بفرمانِ حضرتِ رحمان (اللہ تعالیٰ) فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے بندے کو مہدی ءِ موعودؑ بنا کر بھیجا ہے۔ اسی راستہ پر چلانے کے لئے جس کا نبی ﷺ کو حکم دیا۔ چنانچہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے (ترجمہ آیت) کہدیجئے (اے محمدؐ) یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بصیرت پر بلاتا ہوں اور وہ (مہدیؑ) بھی بلائے گا جو میرا تابع (تام) ہوگا۔ بہ تحقیق حضرت مہدیؑ کا یہ فرمان ہے کہ مراد "مَنِ اتَّبَعَنِيْ" (جو میرا تابع ہوگا) سے مہدی ہے۔

"سبیلِ بصیرتِ الٰہی" پر بلانے والے بذاتِ خود "دیدارِ ذاتِ باری تعالیٰ" کا اعلیٰ ترین مقام رکھتے ہیں جو "بارِامانت" کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔ چنانچہ نقلِ مبارک ہے کہ :-

حضرت مہدی ءِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "ذاتِ حق کا دیدار (بینائیِ ذاتِ حق تعالیٰ) بارِامانت ہے اور "بارِامانتِ تمام" یہی دو تن اٹھائے ہیں۔ ایک خاتم الانبیاء ﷺ اور دوسرے خاتم الاولیاء علیہ السلام۔ بعد ازاں اس نظیرِ خاتم الانبیاء حضرت مہدی ءِ موعود خاتم الاولیاء علیہما الصلوٰۃ و السلام نے تمام خلائق خاص و عام کو یہ حکم سنایا کہ ہر ایک مرد اور عورت پر دیدارِ خدا کی طلب فرض ہے۔ جب تک کہ چشمِ سر یا چشمِ دل سے یا خواب میں خدا کو نہ

دیکھے مومن نہ ہوگا۔ مگر طالبِ صادق ۔۔۔۔

اور ایک جگہ آنحضرت امامنا مہدی علیہ السلام نے فرمایا" بارِ امانت " "ذاتِ حق تعالیٰ کا عشق " تھا۔ ہر ایک نے بقدر اپنے حوصلہ کے اس بار کو اٹھایا اور " دیدارِ خدا" کا شرف پایا۔ لیکن اس بار کو جیسا کہ چاہیے یہی دو تن اٹھائے ہیں اول خاتم النبی ﷺ اور دوم خاتم الولی (شواہد الولایت)

اسی لئے امامنا علیہ السلام نے فرمایاکہ:- " قرآن عشق نامہ است " یعنی قرآن عشق نامہ ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایاکہ " طالبِ خدا" پر کونسی چیز فرض ہے کہ اس سے خداکوپہونچ سکے ؟ پھر خود ہی نے ارشاد فرمایاکہ " وہ عشق ہے " پھر آپؑ نے سوال کیاکہ عشق کیونکر حاصل ہوتا ہے۔ جواباً خود ہی نے فرمایاکہ دل کی توجہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف قائم رکھے۔ اور ایک جگہ فرمایا "مامذہبِ عاشقاں آوردہ ایم" یعنی ہم نے عاشقوں کا مذہب لایا ہے۔

حدیثِ شریف :- اَطْلَبُ الرَّزَّاقُ وَ لَا تَطْلَبُ الرِّزْقِ۔ لَاالرِّزْقِ طَالِبکَ۔ وَالرَّزَّاقُ مَطْلُوبکَ۔

یعنی " خدائے رزاق " کو ڈھونڈو ۔ " رزق " کو مت ڈھونڈو ۔ کیونکہ " رزق " تو تجھے ڈھونڈ رہا ہے اور تجھے " خدائے رزاق " کوڈھونڈنا چاہیے۔ (انصاف نامہ)

امامنا مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایاکہ :- " بندے کو جس مخصوص کام کے لئے خدا نے بھیجا ہے اُسی کے متعلق پوچھو۔ یعنی " خدانمائی " کے متعلق ۔ پھر فرماتے ہیں کہ اگر کسی شرعی مسلہ کی ضرورت ہو تو کتابوں میں دیکھ کر مجتہدین کے " مسلہ ءِ عزیمت " پر عمل کرو۔ (انتخاب المموالید)

و نیز فرمودہ است " حق تعالیٰ کہ ما را فرستادہ است مخصوص برائے ایں است کہ آں احکام و بیان کہ تعلق باولایتِ محمدیؐ دارد بواسطہءِ مہدی ظاہر شود ۔

ترجمہ :- فرماتے ہیں کہ " اللہ تعالیٰ نے بندے کو محض اسی غرض سے بھیجا ہے کہ جو احکام و بیان کہ ولایتِ محمدیؐ سے تعلق رکھتے ہیں مہدیؑ کے واسطہ سے ظاہر ہوں ۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ دینِ خدا کی تین منازل ہیں " تنویر الہدایہ " کے اس اقتباس سے اس امر کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے کہ :-

" دینِ خدا تین اصول پر مبنی ہے ۔ (1) ایمان یعنی اعتقادات (2) اسلام یعنی احکامِ شریعت (3) احسان یعنی رویت اللہ ۔ جن میں " اسلام نبوتِ محمدیؐ " سے تعلق رکھتا ہے اور " احسان ولایتِ محمدیؐ " سے ۔ نبوت کے متعلق احکام تو حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے کھول کھول کر بیان کر دیئے ۔ اب رہے احسان کے متعلق احکام وہ بھی آپؐ نے خاص خاص صحابہ رضی اللہ عنہم میں جن کو " اصحابِ صفہ " کہتے ہیں بیان کئے لیکن عام طور سے اظہار کرنے پر آپؐ مامور نہیں تھے ۔ یہ عہدہ حضرت خاتم ولایتِ محمدیؐ کا تھا جو آپؐ کی باطنی شان کا " ظہورِ اتم " ہیں ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ " عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا " (بنی اسرائیل) 79 - یعنی (اے محمدؐ) تمہارا پروردگار تم کو عنقریب مقامِ محمود میں مبعوث کرے گا ۔ استغفر اللہ ۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپؐ ذاتِ مہدی میں حلول کریں گے یا " مسلہ ءآواگون " کی رو سے آپؐ مہدی کی صورت میں " اوتار " لیں گے ۔ اسلام میں " مسلہ ءتناسخ " محض غلط ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ آپؐ کے جیسے اخلاق اور آپؐ کے سے کمالات کا ایک شخص پیدا ہوگا جو " احسان " یعنی " ولایتِ محمدیؐ " کے متعلق احکام کھول کھول کر بیان کرے گا ۔

(تنویر الہدایہ)

پھر فرماتے ہیں :-

" فَمَنۡ كَانَ يَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡيَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا "

(سورۃ الکھف) 110 ترجمہ :- پس جس شخص کو اپنے پروردگار کے " دیدار " کی آرزو ہو تو عملِ صالح کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے"۔ یہاں اللہ کا وعدہ مطلق ہے بندہ بھی مطلق کہتا ہے پس "وقوعِ دیدار" کو زماں اور مکاں کے ساتھ مقید کرنا غلط ہے۔ (شواہد الولایت)

نقل ہے کہ امامنا مہدی علیہ السلام نے " ترکِ وجود کو عملِ صالح " فرمایا ۔ (انصاف نامہ)

ایک ملاّ نے سیدنا علیہ السلام سے اثناءِ بحث میں کہا۔ دیدار تو مرنے کے بعد ہوگا آپؑ نے فرمایا بندہ نے کب کہا کہ جیتے جی ہوگا۔ بندہ بھی یہی کہتا ہے کہ مرنے کے بعد ہوگا۔ تم نے حدیث "مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا" پڑھی ہے ؟ ملاّ نے کہا ہاں ! تو بس جو شخص مرنے سے پہلے مرجاتا ہے اسی کو " دیدار " حاصل ہوتا ہے ۔

سید نا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں " اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی علیہ السلام کو جس رستے پر چلنے کے لئے فرمایا ہے اُسی رستے (پر چلنے چلانے) کے لئے بندہ کو " مہدیؑ " کرکے بھیجا۔ " قُلۡ هٰذِهٖ سَبِيۡلِىۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ ۚ عَلٰى بَصِيۡرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىۡ ؕ (سورۃ یوسف) 108 کہدیجئے (اے محمدؐ) یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بینائی (بصیرت) پر لوگوں کو بلاتا ہوں میں (بھی) اور جس نے میری پیروی کی (وہ بھی) ۔

پھر فرمایا " بینائیِ خدا " میں بندہ ، رسول علیہ السلام کے قدم بہ قدم ہے ۔ جس طرح حضرت رسول اللہ نے خدا کو چشمِ دل و چشمِ سر سے اور چشمِ دل و چشمِ سر کے سوا بال بال سے دیکھا اُسی طرح بندہ نے بھی حضرت نبی علیہ السلام کی " متابعتِ تام " کے صدقہ سے چشمِ دل سے چشمِ سر اور چشمِ دل و چشمِ سر کے سوا بھی بال بال سے خدا کو دیکھا ہے ۔ (انصاف نامہ) اسی طرح فرح مبارک میں آپؑ نے علماء کے مجمع میں اپنی " بینائیِ خدا " کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا " دیکھو حضرت رسول اللہ ﷺ حاضر ہیں پوچھ لو "۔ (مولودِ مہدیؑ)

غرض بفحوائے آیۂ کریمہ " اَدۡعُوۡا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیۡرَۃٍ " خود (مہدیؑ) نے دیکھا۔ دوسروں کو بتایا اور " گروہِ مقدسہ " پر فرض کردیا۔

منکرانِ دیدارِ خدا کے حق میں قرآن کی وعیدات

اب جو لوگ دیدار کے قائل نہیں ہیں یا " طلبِ دیدار " (سبیلِ بصیرت) سے عملاً بے پروا ہیں ان کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ :-

قَدۡ خَسِرَالَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡبِلِقَآءِ اللّٰہِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَتۡھُمُ السَّاعَۃُ بَغۡتَۃً قَالُوۡیٰحَسۡرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطۡنَا فِیۡھَا ۙ (سورۃ انعام) 31

ترجمہ :- جب لوگوں نے " دیدارِ الٰہی " (بصیرتِ الٰہی) کو " جھٹلایا " بے شک وہ لوگ (بڑے) گھاٹے میں رہے۔ جب ایک دم قیامت ان (کے سر) پر آموجود ہوگی تو چلا اٹھیں گے کہ اے افسوس ہماری کوتاہی پر جو اس بارے میں ہم سے ہوئی۔

" وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَلِقَآئِہٖۤ اُولٰٓئِکَ یَئِسُوۡا مِنۡ رَّحۡمَتِیۡ وَاُولٰٓئِکَ لَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۝ (سورۃ روم) 8

ترجمہ :- اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اس کے " دیدار " سے انکارکیا وہ میری رحمت سے نا امید ہوگئے ہیں۔ اور ان کو درد دینے والا عذاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ منکرینِ رویت کی نسبت پھر فرماتا ہے کہ :-

" سَنُرِیۡھِمۡ اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ وَفِیۡۤ اَنۡفُسِھِمۡ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَھُمۡ اَنَّہُ الۡحَقُّ ؕ اَوَلَمۡ یَکۡفِ بِرَبِّکَ

اَنَّہٗ بِکُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ O اَلَاۤ اِنَّہُمۡ فِیۡ مِرۡیَۃٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّہِمۡ ط اَلَاۤ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ ع O

(سورۃ حم السجدہ) 54

ترجمہ :- عنقریب ہم ان لوگوں کو اپنی نشانیاں بتلائیں گے دنیا میں اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی ۔ یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہوجائے گا کہ یہ (امرِ) حق ہے ۔ (اے پیغمبرؐ) کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ تمھارا پروردگار ہر چیز کا شاہدِ (ہر چیز کی خبر رکھنے والا) ہے ۔ سنو جی ! یہ لوگ تو اپنے پروردگار کے " دیدار " ہی سے شک میں (پڑے) ہوئے ہیں ۔ سنو جی ! خدا ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے ۔

" سیدنا مہدی علیہ السلام کا دائرہ جبکہ بڑلی (پٹن شریف سے تین کوس) میں تھا علمائے پٹن و احمدآباد نے چند سوال لکھکر حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیئے جن میں ایک سوال دیدار کے متعلق تھا ۔ آپؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ " وَمَنۡ کَانَ فِیۡ ہٰذِہٖۤ اَعۡمٰی فَہُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ اَعۡمٰی وَ اَضَلُّ سَبِیۡلًا "O

(سورۃ بنی اسرائیل) 72

ترجمہ :- اور جو شخص اس دنیا میں " اندھا " ہے وہ آخرت میں بھی " اندھا " ہے اور راہِ (رویت اللہ) سے بہت بھٹکا ہوا ہے ۔

اور نیز نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام سے ایک ملاّ نے حق کی بینائی کے متعلق بحث کی اور کہا کہ دنیا میں اللہ کی رویت نہیں اس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی نے جائز بھی رکھا ہے ؟ اس کے بعد ملاّ نے کہا ہاں ! ۔ اس کے بعد مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ " ہم نے بصیروں کا مذہب اختیار کیا ہے تم اندھوں کا مذہب اختیار کرو۔ (انصاف نامہ)

اور ایک جگہ مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ " ما مذہبِ بصیراں آور دہ ایم " یعنی ہم نے بصیروں کا مذہب لایا ہے۔

اور نیز نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اصحابِ رسول اللہ ﷺ کی بزرگی ایسی بیان کی کہ یہ دین کے سردار اور رسول اللہ ﷺ کے مصاحبین تھے اور کوئی شخص ان کے برابر نہ ہوگا اگرچہ وہ اکمل ہو ولیکن خدا کی بینائی کے مرتبے میں ایسے نہ تھے جیسے کہ خاتم الاولیاء تھے اس لئے کہ " بارِ امانت " کامل طور پر دو تن ادا کیئے ایک خاتم النبی ﷺ دوسرے خاتم الاولیاء علیہ السلام۔ پس جو شخص کہ محمد ﷺ اور مہدی علیہ السلام سے ہے رات دن اِس صفت سے خدا کو دیکھے یا " طالبِ صادق " رہے اور اگر خدا کو نہیں دیکھا ہے اور " طالب " بھی نہیں ہے تو وہ " آنِ مہدی علیہ السلام " سے نہ ہوگا مدعی اور بڑا " کاذب " ہوگا۔ پس اس سے کہہ دے کہ خاک سر پر ڈالے اور یہ آیت رات دن پڑھا کرے ! " جو کوئی اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور راہ سے دور بھٹکا ہوا ہے۔ (انصاف نامہ)

" طلبِ دیدارِ خدا " کی سرخی کے تحت " شرح عقیدۂ شریفہ " کے مولف حضرت سید قطب الدین صاحب خوند میریؒ تحریر فرماتے ہیں کہ " دیدارِ خدا " مقصود میں اول اور نتیجہ میں آخر ہے اس لئے بعض نے فرائضِ ولایت میں " طلبِ دیدارِ خدا " کو پہلے شمار کیا اور بعض نے سب سے آخر لکھا ہے۔ انسان جو کام کرتا ہے کسی غرض اور مقصد سے کرتا ہے پس بلحاظِ نیت مقدم ہے اور بنظر ثمرۂ نیت و عمل سے آخر ہے " ۔

"جو شخص ترکِ دنیا۔ ترکِ علائق ۔ صحبتِ مرشد۔ عزلتِ خلق ۔ ذکرِ کثیر یعنی حدودِ دائرہ کی پابندی کرتا ہوا خدا کے دیدار کی طلب رکھے وہی اپنی طلب میں سچا اور اُسی کو سیدنا مہدی علیہ السلام نے " طالبِ صادق " یعنی مومنِ حکمی فرما کر زمرۂ مومنین میں شمار کیا۔"

سیدنا مہدی علیہ السلام نے اوپر کے اولیاء اللہ کی نسبت فرمایا:- " ہمارے بھائیوں نے جو ہم سے پہلے گذرے بڑی بڑی محنتوں سے خدا کو حاصل کیا اور دھینگ مستی کرکے اس جہان سے ایمان لے گئے اگر بندہ کے زمانہ میں ہوتے تو بندہ کی قدر کرتے۔ پھر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہوکر فرمایا" تم نے بندہ کو مفت پایا"۔ پھر فرمایا کہ ہمارے بھائی سیدھا اور نزدیک کا راستہ چھوڑ کر ٹیڑھے اور دور کے رستے سے چکر کھاتے ہوئے چلے۔ لیکن چونکہ وہ اپنی طلب میں سچے تھے اور مقصود خدا تھا اس لئے اپنے مقصد کو پہنچ گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا میرانجیؑ! چکر اور دور کا راستہ کونسا اور سیدھا اور نزدیک کا راستہ کونسا؟ آپؑ نے فرمایا:- " اپنے اختیار سے بے اختیار ہو جانا یہی نزدیک کا راستہ ہے"۔ پس انہوں نے بے اختیار ہوکر "شرعِ محمدیؐ" کے موافق عمل کیوں نہ کیا کہ یہی راستہ آسان اور نزدیک تر تھا۔ انہوں نے کس لئے تمام عمر کے روزے رکھے اور حلال چیزوں کو چھوڑ دیا اور چلے کیئے اور کنویں میں الٹے سر لٹکے اور اس قسم کے عمل جو خدا نے نہیں فرمائے اختیار کرکے گردش میں پڑے۔

برعکس اس کے حضرت مہدی مراد اللہ ، خلیفۃ اللہ و داعی الی رویت اللہ (داعی الی البصیرت) امام الاولیاء ، ہمسرِ رسول اللہ فرماتے ہیں " ہم کو اختیار دیا گیا ہے کہ اپنے اختیار سے بے اختیار ہوجائیں۔ پھر فرماتے ہیں " اپنی بے اختیاری سے خدا کو حاصل کرو۔" بے اختیاری کس کو کہتے ہیں ؟ " اتباعِ شریعت " کا نام بے اختیاری ہے۔ " فرائضِ ولایت " کی پابندی کا نام بے اختیاری ہے۔ حدودِ دائرہ پر قائم رہنے کا نام بے اختیاری ہے۔ جس طرح عکس (سایہ) شخص کے تابع ہے ہم چلے تو سایہ بھی چلا ہم نے ہاتھ اٹھایا تو سایہ نے بھی ہاتھ اٹھایا۔ یوں سایہ کی طرح فرمانِ خدا اور رسول ومہدی کے تابع ہوجانا بے اختیاری ہے۔ " شیوۂ اطاعت وبندگی "اختیار کرنا بے اختیاری ہے۔ عزت اور لذت کو چھوڑنا اور دم وقدم کی نگہبانی رکھنا بے اختیاری ہے۔ " مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا " یعنی خواہشاتِ نفسانی کو ترک کرکے خودی ، خودبینی سے نکل کر مردہ بن جانا بے اختیاری ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام

فرماتے ہیں کہ " خدا اور بندہ کے بیچ میں بندہ کی ذات ہی حجاب ہے"۔ پس خود بیچ میں سے نکل جانا اور خدا ہی خدا رہ جانا بے اختیاری ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام کے ہاں " معراجِ ایمان " دیدارِ خدا ہے۔ پس آپؑ نے جو فرمایا کہ "بے اختیار شو، بختیار باش" یا " بے اختیار، بختیار است" اس کے یہی معنی ہیں کہ بے اختیار اہلِ جنت نہیں بلکہ اہلِ رویت ہے۔ (اقتباس شرح عقیدۂ شریفہ)

پس اوپر کے اقتباس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ " بے اختیاری " اختیار کرنا شریعتِ محمدی کی کامل پاسداری کرنا ہے اور حقیقت میں یہی " سبیلِ بصیرت " ہے کیونکہ ایک سچے مہدوی کی " معراجِ ایمان " " سبیلِ بصیرت " پر گامزن رہتے ہوئے " دیدارِ جنت " حاصل کرنا ہے۔ اور یہی اس کا " مقصودِ حیات " ہے۔

آیتِ کریمہ " قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ ۔۔۔۔ کا آخری حصہ "وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ یعنی اللہ پاک ہے میں مشرکین سے نہیں ہوں۔ کے بارے میں یہ روایت اس کی وضاحت کے لئے اپنی مثال آپ ہے۔ چنانچہ " شواہد الولایت" میں یہ روایت اسطرح ہے کہ " حضرت مہدی علیہ السلام حضرت بندگی میاں شاہِ خوندمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی مانڈی مبارک پر سر رکھ کر لیٹے ہوئے تھے اور اس آیت کا بیان اس طرح کیا کہ " کہدیجئے اے محمدؐ یہ میرا طریقہ ہے اللہ کے دیدار کی طرف خود میں اور میرا تابع (مہدیؑ) دعوت کرتے ہیں۔) آخر میں " سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (اللہ پاک ہے اور ہم دونوں مشرکین میں سے نہیں ہیں) پڑھکر سکوت اختیار فرمایا اور کچھ نہ کہا۔ آنکھیں بند کر لیں۔ بندگی میاں شاہِ خوندمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ " مجھے زیادہ فکر ہوئی کہ آخری جملہ کا مطلب نہ کھلا"۔ حضرت سید محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرطِ غم کے باعث جو نہایت مضمحل بیٹھے ہوئے تھے آہستہ عرض کیا کہ یہ کیسا " شرک " ہے جس سے آنحضرت محمدین علیہما الصلوٰۃ و السلام کو بری فرماتے ہیں اگر یہ عقدہ آج حل نہ ہوا تو آئندہ کس سے حل ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا:-

" سید خوندمیر جو خدا کو مقید دیکھے وہ مشرک ہے۔ خدا پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں"

اور نیز یہ نقل اس امر کی مزید توضیح کردیتی ہے کہ : ایک روز بندگی میاں شیخ بھیک رضی اللہ عنہٗ کو جذبہ ءِ حق ہوا انکی زبان سے بار بار یہی نکل رہا تھا کہ "ہمہ حق است" سب حق ہے بنا بریں حضرت مہدی علیہ السلام ان کے سرہانے تشریف فرما ہوئے اور آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھتے ہو یا کہتے ہو؟ انہوں نے وہی جواب دیا "ہمہ حق است" حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ "ہاں جاننا ایمان کہنا کفر ہے"۔ انہوں نے جواب میں وہی کہا کہ "ہمہ حق است" حضرت امام الابرار نے تین بار تکرار فرمایا کہ کیوں خدائے کہنہ کے ساتھ مقید ہوگئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت بھی پڑھی :-

بیزارم از کہنہ خدائے کہ تو داری

ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دیگر است

یعنی بیزار ہوں میں تیرے کہنہ خدا سے۔ ہر لحظہ میرے واسطے تازہ خدا ہے۔ (شواہد الولایت)

آیتِ کریمہ " قل ھٰذہٖ سَبِیلیَ۔۔۔الخ ، کی تشریح احادیثِ شریفہ اور نقلیات و روایات کی روشنی میں "تفسر بلحدیث" کے اصول پر کرنے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے ۔ واللہ اعلم !

اب اسی آیتِ کریمہ کو جب ہم 'تفسیر بالقرآن' کے اصول پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے "سورۂ فاتحہ" کو "ام القرآن" فرمایا ہے۔اور " قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ قف عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ط کے منشاء و مراد کو جب ہم "سورۂ فاتحہ" بالفاظِ دیگر "ام القرآن" کی روشنی میں تلاش کرتے ہیں تو ہمیں آیتِ کریمہ "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" (یعنی ہمیں صراطِ مستقیم دِکھا) ملتی ہے۔یعنی کہ ہم اللہ رب العزت سے صراطِ مستقیم دِکھانے کی آرزو و التجا کر رہے ہیں جو حقیقت میں ایک مہدوی جس پر "طلبِ دیدارِ خدا"

فرض ہے اس کی یہی " سبیلِ بصیرت " ہے۔ اور " سبیلِ بصیرت " ہی " صراطِ مستقیم " ہے " ۔اگر " سبیلِ بصیرت " کو ایک بنڈی یا گاڑی تصور کرلیا جائے تو " نمازِ پنجگانہ " اور " ذکرِ کثیر " اس کے دو چاک یا پہیے ہیں جو مومن کو اس کی " منزلِ مقصود " یعنی " معرفتِ الٰہی " کی طرف لے جاتے ہیں اور خدا کا فضل بھی شاملِ حال ہو جائے تو اس کو اپنی منزل نصیب ہوجانا ممکن ہے۔ جس کا منتہا " جنتِ دیدارِ الٰہی " ہے۔ چونکہ بفرمانِ نبی کریم ﷺ " نماز معراج المؤمنین ہے " اور بحکم نبی علیہ السلام " احسان " یہ ہے کہ اللہ کی عبادت و بندگی یعنی کہ نماز اس طرح سے ادا کرو گویا کہ تم خدا کو دیکھ رہے ہو۔ اگر تم نہیں دیکھ رہے ہو تو یقین رکھو کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے"۔ اور پھر بفرمانِ امام الکائنات امامنا مہدیِ موعود علیہ السلام " تصدیق بندہ بینائیِ خدا " یعنی کہ بندہ کی تصدیق " بینائیِ خدا " ہے۔ اور بفرمانِ موعود علیہ السلام " ما مذہبِ بصیراں آوردہ ایم " ہم نے بصیروں کا مذہب لایا ہے۔یعنی کہ " دیدارِ خدا " جو صرف اور صرف " سبیلِ بصیرت " پر " صدقِ دل " سے گامزن و عمل پیرا رہنے سے ہی اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے " فضل و کرم سے " ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر امامنا مہدیِ موعود علیہ السلام نے تمام خاص و عام کو بحکمِ خدا یہ حکم سنایا کہ ہر ایک مرد اور عورت پر " دیدارِ خدا کی طلب " (" بالفاظِ دیگر " سبیلِ بصیرت " اختیار کرنا) فرض ہے۔ جب تک کہ " چشمِ سر " یا " چشمِ دل " سے یا " خواب " میں خدا کو نہ دیکھے مومن نہ ہوگا۔ مگر طالبِ صادق (جوکہ مومنِ حکمی ہے)۔ اور پھر بفرمانِ امام علیہ السلام " طالبِ خدا " پر کونسی چیز فرض ہے کہ اس سے خدا کو پہونچ سکے ؟ پھر خود ہی نے ارشاد فرمایا کہ " وہ عشق " ہے پھر آپؑ نے سوال کیا کہ عشق کیونکر حاصل ہوتا ہے ؟ جواباً خود ہی نے فرمایا کہ دل کی توجہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف قائم رکھنے سے۔ اسی لئے امامنا علیہ السلام نے بحکمِ خدا ہر مرد و زن پر " ذکرِ کثیر " (یعنی ذکرِ دوام) کو فرض فرمایا۔ چنانچہ حدیثِ شریف ہے کہ:- نبیِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ " ذکرِ دوام " کرتا ہے اللہ اس پر (معرفت کے) دروازے کھول دیتا ہے اور اس کے دل کو اپنے

" انوار و اسرار " کی تجلیوں سے منور کردیتا ہے اور اللہ کے اور اس کے درمیانی پردے اٹھ جاتے ہیں حتیٰ کہ خدا کو دنیا میں عیاں دیکھتا ہے۔ (انصاف نامہ متن شریف)۔

جامع ترمذی شریف کی حدیثِ شریف ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:- بیٹے! اگر تم اس حالت میں صبح و شام کرسکو کہ تمھارے دل میں کسی کے لئے کوئی " برائی " نہ ہو تو تم ایسا کرو۔ پھر فرمایا بیٹے! یہ میری سنت ہے اور " جس نے میری سنت کو " زندہ " کیا (یعنی اس پر عمل کیا) تو گویا کہ اس نے مجھے " زندہ " کیا۔ اور جس نے مجھے " زندہ " کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

حق تعالیٰ کا " ذکرِ دوام " حضور نبی کریم ﷺ کی سب سے پسندیدہ سنت تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حق تعالیٰ کا ذکر ہر لمحہ اور تمام اوقات میں کرتے تھے اور " یادِ الٰہی " میں مشغول رہتے تھے اور کوئی چیز آپؐ کو " ذکرِ الٰہی " سے باز نہ رکھتی تھی۔

بفرمانِ نبی کریم ﷺ " اَفۡضَلَ الذِّکۡرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا الله " یعنی " لَا اِلٰهَ اِلَّا الله " افضل ذکر ہے اور امامنا حضرت مہدی علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ تمام " کلام اللہ " کی مراد ہم کو ایک آیت میں بیان فرمائیے؟ تو حضرت مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ " تورات ، زبور ، انجیل و فرقان اور اللہ کی وحدانیت کی مراد ایک کلمہ میں بیان کرتا ہوں کہ تمام کی مراد کلمۂ " لَا اِلٰهَ اِلَّا الله " ہے۔ (حاشیہ انصاف نامہ)

اور حقیقت یہ ہے کہ مومن کی ابتداء بھی " لَا اِلٰهَ اِلَّا الله " ہے اور انتہا بھی " لَا اِلٰهَ اِلَّا الله " ہے۔

نفیِ ہستی کا دیا درس " لَا اِلٰهَ " سے درمیاں اپنی ہی ہستی کا ہے پردہ مہدیؑ (شاہینؔ)

" ام القرآن " " سورۃ فاتحہ " کی آیتِ کریمہ " صِراطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآ لِّیْنَ ع ۝" یعنی ان لوگوں کی راہ (سبیل) جن پر تو انعام کرتا رہا ہے نہ کہ ان کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ان کا راستہ جو گمراہ ہیں۔

ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعام کا منتہا " جنتِ دیدار " ہے اور وہ " سبیلِ بصیرت " پر خلوصِ دل سے گامزن رہنے اور " اللہ تعالیٰ کے فضل " سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ چنانچہ ہمارے بزرگانِ دین و سلفِ صالحین رحمتہ اللہ علیہم پر اللہ تعالیٰ کا ایسا ایسا فضل اور ایسے ایسے انعامات ہوئے ہیں کہ وہ " دیدارِ خدا " کئے بغیر نماز کی رکعت نہیں باندھتے تھے۔! یعنی انہیں اپنے " معبودِ حقیقی " کی معرفت حاصل تھی اور یہی انسان کی پیدائش کا مقصودِ حقیقی بھی ہے۔ ہم خاتمین علیہم السلام کی تعلیمات کے صدقے اور اپنے بزگانِ دین کی پیروی میں ہر نماز کی ہر رکعت میں " صراطِ مستقیم " یعنی کہ " سبیلِ بصیرت " کی آرزو اور التجا کرتے ہوئے اپنی نمازیں ادا کرنے کی سعیِ پیہم کرتے ہیں۔ اوریہی ایک سچے مصدق مہدوی کا اعتقاد ہے اور یہی "مقصودِ حیات " بھی ہے۔ " سبیلِ بصیرت " کی آسان راہ " نمازِ پنجگانہ " کی پابندی اور کم از کم " سلطان اللیل " و " سلطان النہار "، " ذکر اللہ " کے اوقات کی پابندی کرنے میں مضمر ہے۔ جس سے " ذکرِ دوام " کے برابر کا ثواب ملتا ہے۔ چنانچہ یہ آیتِ کریمہ اس کی شاہد ہے کہ :-

" یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ۙ ۝ وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۝ ھُوَالَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ۝ (سورۃ الحزاب 41،42،43

ترجمہ :- اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو۔ اور صبح اور شام اُس کی پاکی بیان کرتے رہو وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لائیں اور خدا

مومنوں پر مہربان ہے۔

اور یہ بفرمانِ امامنا مہدی علیہ السلام فرض ہے۔

" شرح عقیدۂ شریفہ " میں کاسبوں کے لئے " اوقاتِ ذکر اللہ " درج ذیل ہیں۔

(1)- اول فجر سے طلوعِ آفتاب تک (سلطان النہار)

(2)- عصر سے عشاء تک (سلطان اللیل)

(3)- کھاتے پیتے وقت۔

(4)- سوتے وقت۔

(5)- اپنی بی بی سے صحبت کرتے وقت۔

"دست بکار دل بہ یار" کے مقولہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہمیشہ ذکرِ خفی یعنی کہ دل کی توجہ اللہ کی طرف رکھنے کی کوشش کریں تو کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوجائے اور مقصودِ زیست نصیب ہو۔

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نا ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی (غالبؔ)

ممکن ہے ترا " دیدۂ باطن" کھل جائے
ممکن ہے کہ ہو جائے " خدا کا دیدار " (کاوشؔ حیدرآبادی)

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہم سب مہدویوں کو احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اور امامنا سیدنا میراں سید محمد مہدی ءِ موعود (جونپوری) علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تعلیمات کو سمجھ کر اُن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما اور " صراطِ مستقیم " یعنی کہ " سبیلِ بصیرت " پر خلوصِ دل سے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما تا کہ ہمیں اپنا "مقصودِ زیست" نصیب ہو جائے۔

آمِینْ ثُمَّ آمِینْ یَا رَبَّ الْعَالَمِینْ ! وَآخِرُ دَّعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینْ۔

حقیر سراپا تقصیر سید سعید الحق شاہینؔ تشریف اللہی